نگاہ اولین ________ مدیر التحریر

نصاب تعلیم کی زبوں حالی نئی نسل کی بربادی "ایک چشم کشا تجزیہ"

اللہ تبارک وتعالیٰ نے امت مسلمہ کے رہبر اعلیٰ رسول اللہ ﷺ پر سب سے پہلی وحی ﴿اقرأ باسم ربک الذی خلق﴾ نازل فرما کر حصول علم کی اہمیت اجاگر فرمائی۔ علم ایک شمع تاباں ہے، جس کی ضیا پاشیوں سے جہالت وبربریت کی شب دیجور کی ظلمت کافور ہو جاتی ہے۔ اسی لیے رسول مقبول ﷺ نے (طلب العلم فریضة علی کل مسلم) ارشاد فرما کر جہالت کے خلاف باضابطہ اعلان جنگ فرمایا تھا۔ اور پیغمبر اکرم ﷺ کے غلاموں نے ابھی دو صدی پہلے تک علم وہنر کا جھنڈا اس روئے زمین پر گاڑے رکھا۔ جبکہ آج کا یورپ جو اپنے آپ کو "انتہائی مہذب" قوم سمجھنے کی غلطی پر اصرار کر رہا ہے، اُس وقت عالم اسلام خصوصاً اندلس کے تعلیمی، ثقافتی وترقیاتی کارناموں پر رشک کیا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ شاہ برطانیہ جارج II نے اندلس کے حکمرانوں سے کچھ علمی وثقافتی نور اپنے ہاں منتقل کرنے کے لیے باقاعدہ التجائی وفد بھیجا تھا، تا کہ ظلمت کدہ یورپ کو اس کی تابانی سے منور کر سکیں۔

حقیقت یہ ہے کہ جب تک مسلمان علم حقیقی یعنی قرآن وسنت سے وابستہ رہے، وہ تہذیب وتمدن کے بلند ترین مقام پر فائز رہے اور علمی دنیا کی سربراہی اور سرپرستی کرتے رہے۔ جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: (یرفع اللہ بھذا الکتاب اقواما و یضع به اخرین) "رب ذوالجلال اس کتاب کے ذریعے بہت ساری اقوام کو شرف ومنزلت کی بلندیوں پر سرفراز کرتا ہے اور بہت سی قوموں کو اسی سے پہلو تہی کی پاداش میں قعرِ مذلت میں گرا دیتا ہے۔"

چو شمع از پئے علم باید گداخت | کہ بے علم نتواں خدا را شناخت | (شیخ سعدیؒ کریما)

اور جس علم میں معرفتِ الٰہی کا عنصر شامل نہ ہو وہ حقیقت میں "علم" نہیں ہوتا اور حصول علم کے لیے جس طالب علم کے سامنے اس کا مقصد اعلیٰ کارفرما نہیں ہوگا، وہ ایک اچھے نتیجے پر نہیں پہنچ سکتا۔ آج کے اس مادی دور میں جہاں مغرب زدہ لوگوں کے ہاں علم صرف حصولِ معاش کا ذریعہ سمجھا جا رہا ہے، بدقسمتی سے "علم حقیقی" کے طلب گار بھی اسی مخمصے کے شکار نظر آ رہے ہیں **الا ماشاءاللہ**، حتی کہ ان میں سے بعض تو حالیہ طریق کار سے مرعوب بھی نظر آتے ہیں۔ یہ رجحان مستقبل میں عالم اسلام کے لیے زہر ہلاہل سے کم ثابت نہیں ہوگا۔ یہ سب للٰہیت کے فقدان کا شاخسانہ ہے، ورنہ حاملین علم حقیقی سے بڑھ کر سرفرازی کے قابل اور کون ہو سکتا ہے؟!

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وما یعقلها الا العالمون﴾ کہ صرف علم والے ہی عقلمند ہیں۔ ان کو جاہلوں سے ممتاز کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿قل هل یستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون﴾ "کہہ دیجیے! کیا علم والے اور بے علم برابر ہو سکتے ہیں؟!" علم کی اہمیت کو چہار دانگ عالم میں اجاگر کرنا اور اس کی نشر واشاعت کو عبادت کا درجہ دینا صرف اسلام اور پیغمبر اسلام

ﷺ کا خاصہ ہے۔اسی لئے آکسفورڈ یونیورسٹی لندن کی پیشانی پر کینوس عالم میں علم کی قندیلیں روشن کرنے والے نامور وارثان مسندِ تعلیم میں سیدنا "محمد رسول اللہ ﷺ" کا نام آج بھی سب سے بلند لکھا نظر آتا ہے۔نیز اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے ساتھ حد درجہ معاندانہ رویہ رکھنے کے باوجود عالم کفر کے امام امریکہ کی سپریم کورٹ کی عمارت پر مہذب معاشرے کی تشکیل کے لیے قوانین فراہم کرنے والے اصحاب علم وفضل میں آج بھی رسول اللہ ﷺ کا اسم گرامی ہی سرفہرست ہے۔" والفضل ما شهدت به الأعداءُ"

بہر حال علم کی ضرورت پر جس قدر زور اسلام نے دیا ہے اور کسی مذہب نے نہیں دیا۔دنیاوی یعنی عصری علوم دراصل فنون ہیں اور فن کا حصول بھی ایک مسلمان کے لیے حالات وواقعات کے تناظر میں ضروری ہے،مگر اسی کو ہی ناگزیر سمجھ کر اصلی علوم سے پہلوتہی کرنا بہت بڑے خسارے کا سودا ہے۔جب سے مسلمانوں نے اپنے آباءؒ واجدادؒ کی علمی وثقافتی وراثت کو چھوڑ کر غیروں کے آستانے پہ سر رکھا ہے' تب سے امت میں وہ غیرت ایمانی نہیں رہی۔اسی لیے آج امت مسلمہ کی اکثریت' خاص کر حکمران طبقہ کافروں کے کاسہ لیس اور دشمنوں کی چاکری کے دلدادہ ہوکر رہ گئے ہیں۔

انگریز حکمرانوں نے ہندوستانیوں کے لیے نصاب تعلیم مرتب کرتے وقت سامراجی مقاصد کے تحت عقائد واعمال کے لحاظ سے مسلمانوں کو دین سے اس قدر دور کردیا کہ آج کے نام نہاد تعلیم یافتہ لوگ "مسلمان" کہلاتے ہوئے خفت محسوس کرتے ہیں۔انہوں نے انگریزی زبان کو اس قدر اہمیت دی کہ اسے قرآن پاک سے بھی زیادہ توجہ دی جانے لگی۔آج یہ خیال ہر عام وخاص کے ذہن میں راسخ ہوگیا ہے کہ قرآن پڑھنا نہ آئے تو کوئی عار وشرم نہیں،مگر انگلش نہ آتی ہو تو گویا دنیا میں آنے کا مقصد ہی فوت ہوگیا!! یہ یک طرفہ ترجیح الحاد اور دہریت کا پیش خیمہ ہے۔جبکہ دینی اور دنیاوی علوم کے مابین حد فاصل قائم کرکے عصری علوم سے یکسر ناواقفیت بھی مسلمان قوم کے لیے زہر ہلاہل ہے۔ "جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی"

یہ تو اللہ تعالیٰ کا بے حد کرم ہے کہ اس گئے گزرے دور میں بھی جدید علوم سے بہرہ ور اور سائنس وٹیکنالوجی کی مہارت تامہ رکھنے والے بعض افراد اسلام اور پاکستان کے حوالے سے دردمند دل رکھتے ہیں۔انہوں نے کسی کافر ملک کی خدمت کرکے لاکھوں ڈالر کمانے کے بجائے خلوص اور جذبہ حب الوطنی سے سرشار ہوکر ملک میں ایٹم بم اور غزنوی وشاہین میزائل بنالیا۔اس طرح دین ووطن کی حفاظت وخدمت میں بساط بھر خدمات سرانجام دیں۔ اب اس کا صلہ بقول عام پاکستانیوں کے "ہندو ایٹم بم" بنانے والے کو ملک کا صدر بنایا گیا اور "اسلامی ایٹم بم" بنانے والے کو داخل زندان ہونا پڑا ہے۔ ﴿فاعتبروا يآ أولي الأبصار﴾ !!

ہمارے دشمنوں نے اپنے "ہیرو" کو صدارت دی تمہارے حکم سے ہم نے انہیں بے حد ذالت دی
رضائے دشمناں کیا ہے؟ اطاعت ان کے ملت کی مٹا دینا لگا کر چوٹ مسلم کو ملامت کی

اس ظلم وبربریت کے باوجود چند عظیم ہستیاں آج بھی سائنس وٹیکنالوجی کے حوالے سے کافروں کی چھاتی پر مونگ دل رہی

ہیں۔ان عظیم سائنسدانوں کی رگوں میں جابر بن حیانؒ، محمد بن زکریا الرازیؒ، ابن رشدؒ، ابن الہیثمؒ ، البیرونیؒ اور بو علی سیناؒ جیسے نابغۂ روزگار اسلاف کا خون دوڑ رہا ہے' جو آج تک دنیا سے اپنی قابلیت کا لوہا منوا رہے ہیں اور دنیائے سائنس کے آقا سمجھے جاتے ہیں۔

آج کے مغرب نے بھی سائنس و ٹیکنالوجی کی بنیاد انہی مسلمان ہستیوں کے علمی و فنی شہ پاروں پر رکھی تھی۔ پھر اس پر مزید محنت و تجربہ کرتے کرتے چاند پر پہنچ گئے اور مریخ پر کمند ڈال رہے ہیں، جبکہ ہم ''پدرم سلطان بود'' کے دعووں پر گزارہ کرتے رہے۔ گویا **''چیپیاں دراحرام و مکی خفتہ در بطحاء''** کے مصداق بن گئے۔

اور آج بھی دینی و اسلامی ذوق رکھنے والے عصری علوم و فنون کے طلبگار للّٰہیت اور ارفع و اعلیٰ مقاصد سے سرشار ہوں تو اب بھی وہ ستاروں پر کمند ڈال سکتے ہیں۔ بقول اقبالؒ:

آج بھی ہو جو براہیم ﷺ کا ایماں پیدا　　　آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

لیکن افسوس! اب تو اسلامی جمہوریہ پاکستان میں دین حق کے ٹھوس عقائد اور اسلام کی تابندہ روایات کو مٹا کر ''روشن خیالی'' کی آڑ میں نامناسب اور ناقابل قبول نصابِ تعلیم نونہالانِ قوم پر مسلط کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ ہمارا سرکاری نصاب تعلیم پہلے ہی قابل رشک نہیں تھا، اسے مزید لبرل یعنی فاسقانہ کرنے کے لئے آغا خان بورڈ کے حوالے کر دیا گیا۔ جس پر قوم نے نئی نسل کے یوں تعلیمی و تہذیبی قتل پر زوردار احتجاج کیا۔ اکبر آلہ آبادیؒ انگریزوں کے مسلط کردہ نصابِ تعلیم پر یوں تبصرہ کرتے ہیں:

یوں قتل سے بچوں کے بد نام نہ ہوتا　　　افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

وطن عزیز میں بھی نوجوان نسل کے بدن سے ''روحِ محمد ﷺ'' کو نکال دینے کی سعی نامشکور ہو رہی ہے۔ حکومت ''روشن خیالی'' کی آڑ میں نامناسب اور کافرانہ و فاسقانہ ترامیم لانے پر تلی ہوئی ہے۔

قوم اپنی تعلیم و تہذیب پر باطنیوں کے ذریعے مارے گئے اس شبخون پر احتجاج کر رہی تھی کہ گریژن سکولوں میں پڑھائے جانے والے او لیول کے نصاب میں شامل **''پاکستان کی کہانیاں''** نامی کتاب کا چرچا ہوا۔ اس کے اقتباسات سے معلوم ہوتا ہے کہ ہماری لبرل حکومت قوم کے اخلاقیات کا جنازہ نکال کر ہی دم لینے کا تہیہ کر بیٹھی ہے۔ ویسے تو ساری کتاب ہی حیا سوزی سے بھرپور ہے، جسے پڑھنے سے خیال گزرتا ہے کہ مصنفین نے کسی کافر ملک کے بھی ایک بدترین معاشرے کی منظر کشی کی ہے۔ اس کوک شاستر قسم کی کتاب کے اقتباسات اس ''روشن خیال معاشرے'' کا نقشہ پیش کر رہے ہیں جس کے قیام کے لیے ابوجہل اور ابولہب کی کوششیں اسلامی جہاد کی برکت سے خاک میں مل گئیں، اب ان کے وارثین ''جہاد'' کا راستہ ''دہشت گردی'' کی آڑ میں مسدود کر کے اپنے پیشرووں کے مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کا منصوبہ لے کر اٹھے ہیں۔

اللهم لا تسلط علينا من لا يخافك فينا ولا يرحمنا آمين

قوم کے روشن ضمیر وکلاء کی ذمہ داری ہے کہ نسل نو کو زنا، عاشقی اور شراب نوشی جیسے گناہوں پر ابھارنے والی ایسی نصابی وغیر نصابی کتابوں کے خلاف اعلیٰ عدالتوں میں مقدمہ دائر کریں، کیونکہ یہ پاکستانی قانون کی رو سے بھی قابل دست اندازیٔ پولیس جرائم ہیں۔

بہر حال موجودہ نظام تعلیم اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ایک بین الاقوامی سازش ہے، جس کو ''روشن خیالی'' یا ''لبرل ازم'' کے نام پر جبراً مسلط کرنے کی ٹھانی جارہی ہے۔ اقبالؒ نے کہا تھا:

اسی کشمکش میں گزریں مری زندگی کی راتیں — کبھی سوز و سازِ رومیؒ، کبھی پیچ و تابِ رازیؒ

وہ فریب خوردہ شاہیں جو پلا ہو کرگسوں میں — اسے کیا خبر کہ کیا ہے رہ و رسمِ شاہبازی

اردو ڈائجسٹ میں ''معلمہ کی فریاد'' کے عنوان سے ایک فکر انگیز مضمون شائع ہوا تھا، جو درحقیقت ''پوری امت کی فریاد'' ہے۔ اس تجزیے کے اختتامیہ کے طور پر مذکورہ مضمون کا افتتاحیہ بتصرف پیش خدمت ہے: ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''بچپن میں علم سیکھنا پتھر پر نقش اور بڑھاپے میں پانی پر نقش کے مترادف ہے۔'' ☆ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بچپن کے نقوش بڑے گہرے ہوتے ہیں۔ اس معصوم دور میں حاصل کی جانے والی تعلیم وتربیت انسان کی شخصیت کا لازمی حصہ بن جاتی ہے۔ ایک انسان کی ذہنی تربیت پوری انسانیت کی تعلیم وتربیت کے مترادف ہے۔ اسی لئے تعلیم وتعلم کو پیغمبرانہ پیشہ قرار دے کر عبادت کا درجہ دیا گیا ہے، جو انتہائی احتیاط اور باریک بینی کا متقاضی ہونے کی وجہ سے ایک مشکل کام ہے۔ قرآنی تعلیمات کے مطابق ایک انسان کا قتل پوری انسانیت کا قتل ہے۔ اسی سے واضح ہوتا ہے کہ ایک انسان کی تعلیم وتربیت پوری انسانیت کی خیر خواہی ہے۔ ایک دانا کا قول ہے کہ کسی قوم کا مستقبل دیکھنا ہو تو اس کی درسگاہوں کا مشاہدہ کرلو، کیونکہ انہی میں نئی نسل کو اخلاقی، معاشرتی، روحانی اور سماجی تربیت کے ذریعے مستقبل کی قیادت کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔ بنیاد مضبوط ہوگی تو عمارت مستحکم ہوگی، کج بنیاد عمارت کی کجی کا باعث بن جاتی ہے۔

بچے کی تعلیم وتدریس اور فکر ونظر کی تربیت میں بنیادی کردار ''کتاب'' اور ''استاذ'' ادا کرتے ہیں۔ استاد کلاس میں وہی مفاہیم نوخیز اذہان میں منتقل کرے گا جو کتاب کا مواد مہیا کرے۔ اس لئے اچھی کتاب اور فکر انگیز تحریر کی افادیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ تربیت میں انسان کی سوچ بھی بڑا اہم کردار ادا کرتی ہے جو دو طرح کی ہوتی ہے یعنی مثبت ومنفی۔ ان کے بین بین جو سوچ ہوگی وہ **گنجلک** کہلائے گی۔ بچوں کو مثبت طرز فکر دینے کے لیے بالکل واضح رہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے، انہیں فسق وفجور پر مبنی کہانیوں میں الجھانا ان کی صلاحیتوں کو قتل کرنے کے مترادف ہے۔'' [بشکریہ: اردو ڈائجسٹ، مارچ 06ء]

☆ "**العلم فی الصّغر کالنقش فی الحجر**" ضعیفٌ (مختصر المقاصد الحسنة، رقم الحدیث ٦٥٥)